S_1999_4_514_521

عدالت عظمیٰ رپورٹس 1999 ایس یو پی پی 4 ایس سی آر

ریاست ہماچل پردیش

بنام۔

تارا ڈٹ اور دیگران

19 نومبر 1999

جی۔بی۔پٹنائک، ایم۔سری۔نواسن اور ایم۔بی۔شاہ، جسٹسز

تعزیراتی ضابطہ، 1860 / بدعنوانی کی روک تھام کا قانون، 1947 /فوجداری ضابطہ اخلاق، 1973: دفعات 109، 417، 465، 468، 420 اور 120-بی/ دفعات (2)5 / دفعات 468 اور 473-دفعات 468، 420 اور 120-بی کے تحت جرائم کے لیے الزام عائد کیے گئے جواب دہندگان-کمیشن کے چار سال بعد نوٹس لیا گیا-ٹرائل کورٹ نے جواب دہندگان کو مذکورہ الزامات سے بری کر دیا لیکن انہیں دفعات 417، 465 اور 109 کے تحت مجرم قرار دیا-اپیل پر عدالت عالیہ نے جواب دہندگان کو دفعات 417، 465 اور 109 کے تحت الزامات سے بھی بری کر دیا۔الزامات عائد کیے گئے اور ثابت شدہ جرائم نہیں- دفعات 468، 420 اور 120 بی کے تحت جرائم کے لیے کوئی حد کی مدت فراہم نہیں کی گئی ہے-ٹرائل کورٹ کی طرف سے نوٹس کو حد سے روکا نہیں گیا ہے- تاخیر کو درگزر کرنے کا اختیار زبانی حکم کے ذریعے استعمال کیا جانا چاہیے- دفعات 473 موجودہ معاملہ پر لاگو نہیں ہوتا ہے کیونکہ الزامات عائد کیے گئے جرائم کے لیے کوئی حد کی مدت فراہم نہیں کی گئی ہے۔

جواب دہندگان کو تعزیرات ہند کی دفعات 468، 420، 120-بی اور بدعنوانی کی روک تھام کے قانون 1947 کی دفعات (2)5 کے تحت جرائم کے لیے چالان کیا گیا۔یہ جرم مبینہ طور پر 1983 میں 'اسکیب کنٹرول اسکیم، 1983' کے تحت رسیدیں جعلی بنا کر کیا گیا تھا۔چارج شیٹ نومبر 1987 میں پیش کی گئی تھی اور دسمبر 1987 میں نوٹس لیا گیا تھا۔خصوصی جج نے مدعا علیہان کو مذکورہ بالا الزامات سے بری کر دیا لیکن انہیں آئی پی سی کی دفعات 109 کے ساتھ پڑھنے والی دفعات 417 اور 465 کے تحت مجرم قرار دیا۔ اپیل میں، عدالت عالیہ نے جواب دہندگان کو دفعات 417 اور 465 آئی پی سی کے تحت الزامات سے اس بنیاد پر بری کر دیا کہ نوٹس کو حد سے روک دیا گیا تھا۔عدالت عالیہ نے مشاہدہ کیا کہ تاخیر کو درگزر کرنے کا

اختیار خصوصی جج کے ذریعے استعمال نہیں کیا گیا تھا اور ٹرائل کورٹ کے ذریعے نوٹس کو حد سے روک دیا گیا تھا۔اس عدالت میں اپیل میں، دوججوں کی بنچ نے معاملہ ایک بڑی بنچ کو بھیج دیا؛ اس طرح یہ معاملہ تین ججوں کی موجودہ بنچ کے سامنے آیا۔

اپیل کی اجازت دیتے ہوئے عدالت نے

منعقد.1.1 ضابطہ فوجداری 1973 کی دفعہ 468 کی سادہ اور غیر واضح زبان یہ واضح کرتی ہے کہ ذیلی دفعہ 2(اے) کے تحت جہاں جرم جس کے لیے ملزم پر الزام لگایا گیا ہے وہ صرف جرمانے کی سزا کے قابل ہے، استغاثہ کو جرم کرنے کی تاریخ سے چھ ماہ کے اندر شروع کرنا چاہیے۔اسی طرح، ذیلی دفعہ (2)(بی) کے تحت، حد کی مدت ایک سال ہے اگر جرم ایک سال سے زیادہ کی مدت کے لیے قید کی سزا کے قابل ہے اور مذکورہ دفعہ کی ذیلی دفعہ (2)(سی) کے تحت جہاں الزام عائد جرم ایک سال سے زیادہ لیکن تین سال سے زیادہ کی مدت کے لیے قید کی سزا کے قابل ہے، تو فراہم کردہ حد کی مدت نوٹس لینے کے لیے تین سال ہے۔دفعہ 468 کی ذیلی دفعہ (3) جسے ضابطہ فوجداری (ترمیم) ایکٹ، 1978 کے ذریعے شامل کیا گیا تھا، فراہم کرتی ہے کہ ان جرائم کے سلسلے میں جن پر ایک ساتھ مقدمہ چلایا جا سکتا ہے، حد کی مدت کا تعین اس جرم کے حوالے سے کیا جائے گا جس کی سزا زیادہ یا سب سے زیادہ سخت ہے۔ذیلی دفعہ (3) کی زبان یہ لازمی بناتی ہے کہ نوٹس لینے کے لیے دفعہ 468 میں فراہم کردہ حد الزام عائد کیے گئے جرم کے حوالے سے ہو نہ کہ آخر کار ثابت ہونے والے جرم کے حوالے سے۔(518-ڈی-ای-ایف)

1.2. اس معاملے میں، مدعا علیہان پر آئی پی سی کی دفعہ 120-بی کے ساتھ پڑھنے والی دفعہ 468 کے تحت الزام عائد کیا گیا تھا، جس کے لیے قابل اطلاق سزا سات سال اور بدعنوانی کی روک تھام کے قانون 1947 کی دفعہ 5(2) ہے جو قید کی سزا کے قابل ہے جس کی مدت سات سال تک ہو سکتی ہے اور ایسے جرائم کے لیے دفعہ 468 میں کسی حد کی مدت فراہم نہیں کی گئی ہے، خصوصی جج کے ذریعے کیے گئے نوٹس کو حد سے روکا نہیں جا سکتا۔(518-جی-ایچ)

ریاست پنجاب بنام سورن سنگھ، (1981) 3 ایس سی سی 34، ممتاز۔

2.1 دفعہ 473 حدود کی مدت ختم ہونے کے بعد عدالت کو نوٹس لینے کا اختیار فراہم کرتی ہے، اگر حقائق اور مقدمہ کے حالات پر مطمئن ہو کہ تاخیر کی مناسب وضاحت کی گئی تھی اور انصاف کے مفاد میں ایسا کرنا ضروری ہے۔لہذا، ان جرائم کے سلسلے میں جن کے لیے دفعہ 468 میں حد کی مدت فراہم کی گئی ہے، عدالت کو اس حد کی مذکورہ مدت میں توسیع کا نوٹس لیتے ہوئے اختیار دیا گیا تھا جہاں تاخیر کی مناسب اور تسلی

بخش وضاحت دستیاب ہو اور جہاں عدالت کو نوٹس لیتے ہوئے معلوم ہو کہ یہ انصاف کے مفاد میں ہوگا۔عدالت کو دی گئی اس صوابدید کا استعمال عدالتی طور پر اور اچھی طرح سے تسلیم شدہ اصول پر کیا جانا چاہیے۔ یہ نوٹس لیتے ہوئے عدالت کو تفویض کردہ صوابدید ہونے کے ناطے، جہاں بھی عدالت اس صوابدید کا استعمال کرتی ہے، وہی مفصل حکم کے ذریعے ہونا چاہیے، جو عدالت کے اطمینان کی نشاندہی کرتا ہے کہ تاخیر کی تسلی بخش وضاحت کی گئی تھی اور اس کی معافی انصاف کے مفاد میں تھی۔اس سلسلے میں کسی مثبت حکم کی عدم موجودگی میں کسی اعلی عدالت کے لیے اس نتیجے پر پہنچنا جائز نہیں ہوسکتا کہ جب بھی نوٹس کو روکا گیا تو عدالت نے تاخیر کو درگزر کر کے نوٹس لیا ہے اور پھر بھی عدالت نے نوٹس لیا اور جرم کے مقدمے کی سماعت کے ساتھ آگے بڑھا۔لیکن توضیعات اس کیس پر کوئی اطلاق نہیں ہے کیونکہ الزام عائد کیے گئے جرم کے لیے، اس کے تحت قابل عائد سزا کے پیش نظر کوئی حد کی مدت فراہم نہیں کی گئی ہے۔(519- ایف-جی-ایچ؛ 520-اے-بی)

2.2. دفعہ 473 ایک قابل بنانے والی شق ہونے کے ناطے، جب بھی کوئی مجسٹریٹ مذکورہ شق کی درخواست کرتا ہے اور تاخیر کو معاف کرتا ہے، تو مجسٹریٹ کے حکم سے یہ ظاہر ہونا چاہیے کہ وہ مقدمے کے حقائق اور حالات پر مطمئن تھا کہ تاخیر کی مناسب وضاحت کی گئی ہے اور انصاف کے مفاد میں تاخیر کو درگزر کرنا ضروری ہے۔لیکن اس طرح کے حکم کے بغیر یا اس طرح کے مثبت حکم کی عدم موجودگی میں، یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مجسٹریٹ قانون کے دائرہ اختیار کو استعمال کرنے میں ناکام رہا ہے۔(521-اے-بی)

ارون ویاس اور دیگر بنام انیتا ویاس، (1994) 4 ایس سی سی 690، کا حوالہ دیا گیا۔

فوجداری اپیلٹ کا دائرہ اختیار :1999 کی فوجداری اپیل نمبر 1224۔

1994 کی سی آر ایل اے۔نمبر 28۔میں ہماچل پردیش عدالت عالیہ کے 19.11.97 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کی طرف سے این۔سی۔کوچر اور محترمہ میناکشی اروڑا۔

جواب دہندگان کے لیے ٹی۔این۔سنگھ اور بی۔ایم۔شرما۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

پٹنائک، جسٹس: اجازت دی گئی۔

ریاست ہماچل پردیش نے ہماچل پردیش عدالت عالیہ کے فاضل واحد جج کے فیصلے کے خلاف اس اپیل کو ترجیح دی ہے، جس کی رائے یہ ہے کہ کسی معمولی جرم کے سلسلے میں سزا جہاں کسی بڑے جرم کے لیے

الزامات بنائے گئے تھے، مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 468 کے تحت ممنوع ہو جاتی ہے، کیونکہ اس طرح کے معمولی جرم کے لیے نوٹس کی تاریخ پر دفعہ 468 توضیعات کو راغب کیا جاتا ہے۔ اس اپیل کو نمٹانے کے لیے ضروری مختصر حقائق یہ ہیں کہ یہاں دو مدعا علیہان کو تعزیرات ہند کی دفعات 468، 420، 120-بی کے تحت جرائم اور بدعنوانی کی روک تھام کے قانون 1947 کی دفعہ (2)5 کے تحت جرم کے لیے چالان کیا گیا تھا۔ زیر بحث جرم مبینہ 1983 میں 'اسکیپ کنٹرول اسکیم، 1983' کے تحت رسیدیں جعلی بنا کر لگایا گیا تھا۔ چارج شیٹ نومبر 1987 میں جمع کرائی گئی تھی اور دسمبر 1987 میں نوٹس لیا گیا تھا۔ تعزیرات ہند کی دفعات 468، 420، 120-بی اور بدعنوانی کی روک تھام کے قانون کی دفعہ (2)5 کے تحت الزامات طے کیے گئے تھے۔ خصوصی جج نے انہیں آئی پی سی کی دفعات 468 اور 420 اور بدعنوانی کی روک تھام کے قانون کی دفعہ (2)5 کے تحت الزام سے بری کر دیا لیکن انہیں تعزیرات ہند کی دفعہ 109 کے ساتھ پڑھنے والی دفعات 417 اور 465 کے تحت مجرم قرار دیا۔ کچھ دیگر ملزم افراد جن پر بھی مدعا علیہان کے ساتھ مقدمہ چلایا گیا تھا، انہیں مکمل طور پر بری کر دیا گیا۔ اپیل پر، ہماچل پردیش کی عدالت عالیہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 468 کے تجزیہ پر اس نتیجے پر پہنچی کہ ان جرائم کے لیے جن کے لیے دو مدعا علیہان کو خصوصی جج نے مجرم قرار دیا ہے یعنی تعزیرات ہند کی دفعات 417 اور 465، 31.12.1987 پر لیا گیا نوٹس حد سے روک دیا گیا تھا اور اس لیے اس نے ملزموں کو بری کر دیا۔ عدالت عالیہ اس نتیجے پر پہنچی کہ اگرچہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 473 کے تحت نوٹس لینے میں تاخیر کو معاف کرنے کا اختیار ٹھوس وجوہات کی بنا پر موجود تھا لیکن چونکہ خصوصی جج نے اس اختیار کا استعمال نہیں کیا تھا کیونکہ ایسی کوئی وجہ درج نہیں کی گئی تھی، اس لیے مذکورہ توضیعات استعمال میں نہیں لایا جا سکتا۔ یہ نتیجہ درج کرنے کے بعد کہ خود نوٹس کو حد سے روک دیا گیا تھا، عدالت عالیہ نے بھی متنازعہ فیصلے کے آخری پیراگراف میں خوبیوں پر رائے کا اظہار کیا اور کہا کہ دفعات 417 اور 465 کے تحت جرائم ثابت نہیں ہوں گے۔

جب یہ معاملہ دو فاضل ججوں کی بنچ کے سامنے رکھا گیا تو یہ محسوس کیا گیا کہ اس عدالت کا فیصلہ ارون ویاس اور ایک اور بنام انیتا ویاس، (1999) 4 ایس سی سی 690، تین ججوں کی ایک بڑی بنچ کے ذریعے نظر ثانی کا مطالبہ کرتی ہے اور اسی طرح یہ معاملہ ہمارے سامنے رکھا گیا ہے۔

ضابطہ فوجداری کی دفعہ 468 اس کی ذیلی دفعہ (2) میں نوٹس لینے کے لیے حد کی مدت فراہم کرتی ہے اور عدالت پر ذیلی دفعہ (1) کے تحت حد کی مدت ختم ہونے کے بعد کسی جرم کا نوٹس لینے پر پابندی عائد کرتی ہے۔ تاہم ذیلی دفعہ (3)، جسے 1978 کے ایک ترمیم شدہ قانون کے ذریعے متعارف کرایا گیا تھا،

اس میں کہا گیا ہے کہ جب ملزم پر متعدد جرائم کے لیے مقدمہ چلایا جاتا ہے، تو اس جرم کے سلسلے میں حد کی مدت جو زیادہ سخت سزا کے قابل ہے، نوٹس لینے کے لیے حد کی مدت ہوگی۔ مسئلے کے نکتے کو بہتر طور پر سمجھنے کے لیے، مجموعِ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 468 کا حوالہ دیا گیا ہے:

" دفعہ 468۔ حد کی مدت ختم ہونے کے بعد نوٹس لینے پر پابندی۔ (1) سوائے اس کے کہ اس ضابطے میں دوسری صورت میں فراہم کیا گیا ہے، کوئی بھی عدالت حد کی مدت ختم ہونے کے بعد ذیلی دفعہ (2) میں مذکور زمرے کے جرم کا نوٹس نہیں لے گی۔

(2) حد کی مدت یہ ہوگی کہ-

(a) جرم کے چھ ماہ کی سزا صرف جرمانے کے ساتھ دی جاتی ہے۔

(b) ایک سال، اگر جرم ایک سال سے زیادہ کی مدت کے لیے قید کی سزا کے قابل ہے۔

(c) جرم کے تین سال کی سزا ایک سال سے زیادہ لیکن تین سال سے زیادہ کی مدت کے لیے قید ہے۔

(3) اس دفعہ کے مقاصد کے لیے، ان جرائم کے سلسلے میں حد بندی کی مدت کا تعین اس جرم کے حوالے سے کیا جائے گا جس کی سزا محض سخت ترین سزا یا، جیسا بھی معاملہ ہو، انتہائی سخت ترین سزا ہے۔"

ضابطہ فوجداری کی مذکورہ بالا شق کی سادہ اور غیر واضح زبان یہ واضح کرتی ہے کہ دفعہ 468 کی ذیلی دفعہ (2) (اے) کے تحت جہاں وہ جرم جس کے لیے ملزم پر الزام لگایا گیا ہے صرف جرمانے کی سزا کے قابل ہے، مقدمہ جرم کرنے کی تاریخ سے چھ ماہ کے اندر شروع کیا جانا چاہیے۔ اسی طرح، دفعہ 468 کی ذیلی دفعہ (2) (بی) کے تحت، حد کی مدت ایک سال ہے اگر جرم ایک سال سے زیادہ کی مدت کے لیے قید کی سزا کے قابل ہے اور مذکورہ دفعہ کی ذیلی دفعہ (2) (سی) کے تحت جہاں الزام عائد جرم ایک سال سے زیادہ لیکن تین سال سے زیادہ کی مدت کے لیے قید کی سزا کے قابل ہے، تو فراہم کردہ حد کی مدت نوٹس لینے کے لیے تین سال ہے۔ دفعہ 468 کی ذیلی دفعہ (3) جسے ضابطہ فوجداری (ترمیم) ایکٹ، 1978 کے ذریعے شامل کیا گیا تھا، یہ فراہم کرتی ہے کہ ان جرائم کے سلسلے میں جن پر ایک ساتھ مقدمہ چلایا جا سکتا ہے، حد کی مدت کا تعین اس جرم کے حوالے سے کیا جائے گا جو زیادہ یا سب سے زیادہ سخت سزا کے قابل ہے۔ دفعہ 468 کی ذیلی دفعہ (3) کی زبان یہ لازمی بناتی ہے کہ دفعہ 468 میں نوٹس لینے کے لیے فراہم کردہ حد الزام عائد کیے گئے جرم کے حوالے سے ہو نہ کہ آخر کار ثابت ہونے والے جرم کے حوالے سے۔ یہ پوزیشن ہونے کے ناطے، اس معاملے میں، جب مدعا علیہان پر دفعہ 120-بی کے ساتھ پڑھنے والی دفعہ 468 کے تحت فرد جرم عائد

کی گئی تھی جس کے لیے قابل اطلاق سزا سات سال ہے اور بدعنوانی کی روک تھام کے قانون 1947 کی دفعہ (2)5، جو سات سال تک کی مدت کے لیے قید کی سزا کے قابل ہے اور ایسے جرائم کے لیے دفعہ 468 میں حد کی کوئی مدت فراہم نہیں کی گئی ہے، تو فاضل خصوصی جج کے ذریعے کیے گئے نوٹس کو حد سے روکا نہیں جا سکتا۔ عدالت عالیہ نے اپنا نتیجہ ریکارڈ کرتے ہوئے ریاست پنجاب بنام سروان سنگھ، (1981)3 ایس سی سی 34 کے معاملے میں اس عدالت کے فیصلے پر انحصار کیا۔ مذکورہ معاملے میں مدعا علیہ پر دفعہ 406 کے تحت غبن کا الزام عائد کیا گیا۔ چالان 13 اکتوبر 1976 کو پیش کیا گیا تھا اور اس میں واضح طور پر ذکر کیا گیا تھا کہ یہ جرم 22 اگست 1972 کو کیا گیا تھا۔ فاضل ٹرائل جج نے ملزم کو الزامات سے بری کر دیا۔ دفعہ 468 کے تحت لیکن اسے ضابطہ فوجداری کی دفعہ 406 کے تحت الزام کا مجرم قرار دیا۔ یہ عدالت اس نتیجے پر پہنچی کہ چونکہ چارج شیٹ میں خود یہ ذکر کیا گیا ہے کہ جرم 22 اگست 1972 کو کیا گیا تھا، اس لیے ضابطہ اخلاق کی دفعہ 468 (2) (سی) کے تحت نوٹس کو روک دیا گیا تھا۔ شروع میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ مذکورہ معاملہ میں عدالت نے دفعہ 468 کی ذیلی دفعہ (3) توضیعات پر غور نہیں کیا تھا جو حقیقت میں مجسمہ کتاب پر اس وقت موجود نہیں تھی جب مبینہ جرم کا ارتکاب کیا گیا تھا لیکن دفعہ 468 کی ذیلی دفعہ (3) توضیعات کے پیش نظر جس پر ہم پہلے ہی غور کر چکے ہیں کہ یہ فیصلہ قابل اطلاق نہیں ہوگا اور عدالت عالیہ نے اس نتیجے پر پہنچنے کے لیے مذکورہ فیصلے پر بھروسہ کرنے میں غلطی کی کہ ہاتھ میں موجود معاملے میں خود نوٹس کو حد سے روک دیا گیا تھا۔

اپیل کنندہ کے وکیل نے دلیل دی کہ موجودہ معاملے میں حدود کی مدت کے آغاز کا پتہ لگانے کے لیے مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 469 کا بھی سہارا لیا جا سکتا ہے۔ لیکن چونکہ تین سال سے زیادہ کی سزا دینے والے جرائم کے سلسلے میں دفعہ 468 کے تحت کوئی حد کی مدت فراہم نہیں کی گئی ہے، اس لیے اس معاملے میں مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 469 کے اطلاق کی جانچ کرنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا ہے۔

دفعہ 473 عدالت کو حد کی مدت ختم ہونے کے بعد نوٹس لینے کا اختیار دیتا ہے، اگر وہ حقائق اور معاملے کے حالات پر مطمئن ہے کہ تاخیر کی مناسب وضاحت کی گئی ہے اور انصاف کے مفاد میں ایسا کرنا ضروری ہے۔ ظاہر ہے، اس لیے ان جرائم کے سلسلے میں جن کے لیے دفعہ 468 میں حد کی مدت فراہم کی گئی ہے، عدالت کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ مذکورہ حد کی مدت میں توسیع کا نوٹس لے جہاں تاخیر کی مناسب اور تسلی بخش وضاحت دستیاب ہو اور جہاں عدالت کو یہ احساس ہو کہ یہ انصاف کے مفاد میں ہوگا۔ عدالت کو دی گئی اس صوابدید کا استعمال عدالتی طور پر اور اچھی طرح سے تسلیم شدہ اصولوں پر کیا جانا چاہیے۔ یہ نوٹس لیتے ہوئے عدالت کو دی گئی صوابدید ہونے کے ناطے، جہاں بھی عدالت اس صوابدید کا استعمال کرے، وہی مفصل حکم

کے ذریعے ہونا چاہیے، جو عدالت کے اطمینان کی نشاندہی کرتا ہے کہ تاخیر کی تسلی بخش وضاحت کی گئی تھی اور اس کی معافی انصاف کے مفاد میں تھی۔ اس سلسلے میں کسی مثبت حکم کی عدم موجودگی میں کسی اعلی عدالت کے لیے اس نتیجے پر پہنچنا جائز نہیں ہو سکتا کہ جب بھی نوٹس کو روکا گیا تو عدالت نے تاخیر کو معاف کر کے نوٹس لیا ہے اور پھر بھی عدالت نے نوٹس لیا اور جرم کے مقدمے کی سماعت کے ساتھ آگے بڑھا۔ لیکن توضیعات اس کیس پر کوئی اطلاق نہیں ہے کیونکہ الزام عائد کیے گئے جرائم کے لیے، اس کے تحت قابل عائد سزا کے پیش نظر کوئی حد بندی فراہم نہیں کی گئی ہے۔ معاملے کے اس تناظر میں ہمیں اس نتیجے پر پہنچنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہے کہ عدالت عالیہ نے یہ فیصلہ دیتے ہوئے سنگین غلطی کی ہے کہ دفعہ 417 کے تحت دونوں مدعا علیہان کی سزا کو روک دیا جائے گا کیونکہ نوٹس لینے کی تاریخ پر عدالت ج مذکورہ جرم کا نوٹس نہیں لے سکتی تھی۔ یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ اس عدالت کے کئی فیصلوں سے یہ بات اچھی طرح طے ہو جاتی ہے کہ اگر کسی ملزم پر کسی بڑے جرم کا الزام لگایا جاتا ہے لیکن وہ اس کے تحت مجرم نہیں پایا جاتا ہے تو اسے معمولی جرم کا مجرم قرار دیا جا سکتا ہے اگر قائم شدہ حقائق سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس طرح کے معمولی جرم کا ارتکاب کیا گیا ہے۔

اس عدالت کے دو ججوں کی بنچ کی طرف سے کیے گئے مشاہدات پیش نظر، جب کہ یہ اپیل ان لارڈز شپ کے سامنے رکھی گئی تھی، سماعت کے لیے کہ ارونا ویاس اور دیگر بنام انیتا ویاس، (1999) 4 ایس سی سی۔ 690، معاملے میں فیصلہد وبارہ غور کرنے کی ضرورت ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ اس کا نوٹس لینا ضروری ہے۔ ارونا ویاس کے مذکورہ معاملے میں، غور کے لیے سوالات میں سے ایک یہ تھا کہ کیا آئی پی سی کی دفعہ 498 اے کے تحت جرم ایک مسلسل جرم ہے۔ عدالت نے بالآخر جواب دیا کہ دفعہ 498 اے میں جرم کا جوہر، ظلم ہونے کی وجہ سے، وہی ایک مسلسل جرم ہے اور ہر اس موقع پر جس پر مدعا علیہ کو ظلم کا نشانہ بنایا گیا تھا، اس کے پاس حد کا ایک نیا نقطہ آغاز ہوگا۔ درحقیقت، عدالت نے پایا کہ ظلم کا آخری عمل 13.10.88 پر کیا جا رہا ہے اور اس تاریخ سے حد کی مدت شروع ہو چکی ہے، 22.12.95 پر دائر کی گئی چارج شیٹ اور اس بنیاد پر اس کے بعد کے نوٹس کو ضابطہ فوجداری کی دفعہ 468 (2) (سی) کے تحت حد بندی سے واضح طور پر روک دیا گیا تھا، ہمیں مذکورہ نتیجے میں کوئی کمزوری نظر نہیں آتی ہے۔ ایک اور سوال جو مذکورہ معاملے میں اٹھایا گیا اور اس کی طرف اشارہ کیا گیا وہ یہ ہے کہ مجسٹریٹ کی طرف سے کسی مخصوص حکم کی عدم موجودگی میں، ضابطہ فوجداری کی دفعہ 468 (2) (سی) میں فراہم کردہ حد کی مدت کے بعد، مجسٹریٹ نے دفعہ 473 کے تحت طاقت کا استعمال کرتے ہوئے اور تاخیر کو درگزر کرتے ہوئے ملزم کو حد کی بنیاد پر فارغ کر کے غلطی کی۔ اس عدالت کی طرف سے کیے گئے مذکورہ بالا مشاہدات اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ دفعہ 498 اے کے

تحت کسی جرم کی صورت میں نوٹس لینے کے وقت مجسٹریٹ کے حکم سے یہ ظاہر ہونا چاہیے کہ مجسٹریٹ انصاف کے مفاد میں تاخیر کو معاف کرنا کیوں کافی نہیں سمجھتے کیونکہ دفعہ 498 اے کے تحت جرم کا ارتکاب کرنے والے ملزم کو ہلکے سے نہیں چھوڑا جانا چاہیے۔ہم پہلے ہی اس فیصلے کے ابتدائی حصے میں ضابطہ فوجداری کی دفعہ 473 کی حقیقی اہمیت اور تعمیر کے بارے میں اشارہ کر چکے ہیں۔مذکورہ شق ایک قابل عمل شق ہونے کی وجہ سے، جب بھی کوئی مجسٹریٹ مذکورہ شق کی درخواست کرتا ہے اور تاخیر کو معاف کرتا ہے، تو مجسٹریٹ کے حکم سے یہ ظاہر ہونا چاہیے کہ وہ مقدمے کے حقائق اور حالات پر مطمئن تھا کہ تاخیر کی مناسب وضاحت کی گئی ہے اور یہ کہ انصاف کے مفاد میں تاخیر کو درگزر کرنا ضروری ہے۔لیکن اس طرح کے حکم کے بغیر یا اس طرح کے مثبت حکم کی عدم موجودگی میں، یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مجسٹریٹ قانون کے دائرہ اختیار کو استعمال کرنے میں ناکام رہا ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ اس حقیقت کے پیش نظر کہ دفعہ 498 اے کے تحت کوئی جرم معاشرے کے خلاف جرم ہے اور اس لیے مذکورہ جرم کا نوٹس لینے کے معاملے میں مجسٹریٹ کو حد کے سوال کی آزادانہ طور پر تشریح کرنی چاہیے لیکن اس کے باوجود مجسٹریٹ کو مطمئن کرنا ہوگا، اگر دفعہ 468(2)(سی) کے تحت تصفیہ لینے کی حد کی مدت ختم ہو جاتی ہے کہ کیس کے حالات میں تاخیر کو درگزر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور آگے یہ خود مجسٹریٹ کے حکم میں ظاہر ہونا چاہیے۔ہمارے خیال میں یہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 473 کی درست تشریح ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ متنازعہ فیصلے کے آخری پیراگراف میں یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ آئی پی سی کی دفعات 417 اور 465 کے تحت جرم کو میرٹ کی بنیاد پر بھی قائم نہیں کیا گیا ہے لیکن یہ ذہن کے استعمال کے بغیر اور ریکارڈ پر موجود حقائق پر غور کیے بغیر صرف ایک غیر معمولی مشاہدہ تھا جس کی بنیاد پر خصوصی جج نے دو مدعا علیہان کو تعزیرات بھارتیہ کی دفعات 417 اور 465 کے تحت جرم کا مجرم قرار دیا۔یہ فیصلے سے ہی ظاہر ہوتا ہے جب فاضل جج نے اشارہ کیا کہ اپیل کو جنم دینے والے مادی حقائق کو تفصیل سے بیان کرنا ضروری نہیں ہے کیونکہ انہیں دہرانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اپیل کو خالص قانون کے سوال پر نمٹا دیا جا رہا ہے۔معاملے کے اس تناظر میں ہم عدالت عالیہ کے متنازعہ فیصلے کو کالعدم قرار دیتے ہیں اور ہدایت دیتے ہیں کہ زیر بحث اپیل کو عدالت عالیہ کے ذریعے میرٹ پر نمٹا دیا جائے۔

اس کے مطابق اس اپیل کی اجازت ہے۔

آر۔سی۔کے۔

اپیل منظور کی جاتی ہے۔

Javeed Ahmed Geelani
2024.10.09 16:57
I am the author of this
document